ایک اور البانین سکالر کے سوالات کے جوابات

☆......البانیہ کے وفد میں ایک دوست Olsijazxhiu (اولسی یاز جیو) بھی شامل تھے۔ موصوف Historian ہیں اور بلقان میں اسلام کی تاریخ پر خاص علم رکھتے ہیں۔ اکثر ٹیلی ویژن چینل پر اسلام کے متعلق ہونے والے Discussion Programs میں بحیثیت سکالر اور Analyst شامل ہوتے ہیں۔ ان کا ایک نیوز پورٹل اور آن لائن اخبار بھی ہے۔

موصوف نے بتایا کہ وہ جلسہ کے تمام انتظامات، پروگرام، خطابات و تقاریر سے بے انتہا متاثر ہیں۔ انہوں نے معذرت کا اظہار کیا کہ انہیں قبل ازیں جماعت کے بارہ میں کوئی زیادہ علم نہیں تھا۔ وہ اس وقت جماعت کی کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں اور اس کی تعلیمات سے نہایت متاثر ہوئے ہیں۔

☆......موصوف نے سوال کیا کہ ایک طرف یورپ و دیگر مغربی ممالک میں Right Wing Extremist Groups بہت تیزی سے مقبولیت حاصل کر رہے ہیں، نیز اسلام کے خلاف منافرت میں بھی بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، جبکہ اس کے برعکس تشدد اور انتہاپسند فرقے بھی ردعمل کے طور پر بڑھ رہے ہیں۔ ان خطرناک حالات میں بہت تیزی سے دنیا ایک تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر ایک اور عالمی جنگ ہو تو اس صورت میں مسلمانوں اور اسلام کا کیا مستقبل ہوگا؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ کو جماعت کی تعلیمات کا تعارف نہیں ہوا تو ہمارے مبلغین کو چاہئے کہ وہ آپ کو تفصیل سے جماعت کا تعارف کروائیں۔ جہاں تک آپ کے سوالات کا تعلق ہے، درحقیقت اس بات کے زیادہ امکان ہیں کہ ایک اور عالمی جنگ ہو جائے اور یہ بات بھی درست ہے کہ بہت بڑی تباہی ہوگی۔ لیکن اس عالمگیر تباہی کے بعد ایک مرتبہ پھر لوگ خدا کی طرف لوٹیں گے۔ مجھے فکر ہے کہ اس وقت احمدی مسلمان کس قسم کا نمونہ پیش کریں گے؟ کیونکہ اس عالمگیر تباہی کے بعد بنی نوع انسان ایسے وجودوں کو تلاش کرے گی جو اس کی رہنمائی کرسکیں، جو انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں یقین دلاسکیں۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ ہم اس وقت Forefront پر ہوں گے۔ اس وقت صرف دین اسلام ہی ہوگا جو ان کی تمام تر ظاہری و باطنی ضروریات کو پورا کرے گا۔

حضور نے فرمایا: مجھے پختہ یقین ہے کہ اسلام کا مستقبل وہابیوں کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ اس وقت صرف Spade Work ہی کیا جا رہا ہے، جبکہ مستقبل میں انشاء اللہ لوگ بڑی تعداد میں شامل ہوں گے۔ اس کی پیشگوئی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دے دی تھی کہ جب مسلمان فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ہر طرف فتنے پھیل جائیں گے، مساجد صرف ظاہری طور پر بھری ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی، اور اُس زمانہ کے علماء بدترین مخلوق اور ہر قسم کے فتنہ و فساد کو ہوا دینے والے ہوں گے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ اسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے غلام کو کھڑا کرے گا جو امام مہدی اور مسیح موعود ہوگا، جو تمام دنیا کو چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ایک جھنڈے تلے جمع کرے گا۔ جس شخص کو ان باتوں پر یقین نہ ہو وہ تو یقیناً خوف اور مایوسی کا شکار ہوگا، لیکن میں پُر امید ہوں۔ مجھے اس بات کی ہرگز کوئی تشویش نہیں کہ دیگر انتہاپسند فرقے دنیا میں فتنہ و فساد برپا کریں گے۔ میری تشویش یہی ہے کہ کیا ہم اس انقلاب کو جذب کرنے اور اس زمانہ کے چیلنج کو پورا کرنے والے ہوں گے یا نہیں۔ کیا ہم ان کی ہدایت کا موجب بنیں گے یا نہیں؟ یہی بات ہے جس کا میں مسلسل اراکین جماعت سے ذکر کرتا ہوں اور ان کو خطابات و تقاریر کے ذریعہ بار بار تلقین و نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو اپنی زندگیوں میں لاگو کریں اور آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت حقیقی اسلامی روح کے مطابق کریں۔

☆......موصوف نے پوچھا کہ بعض مسلمان ممالک مثلاً مصر اور شام میں Political اسلام لانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن حالات نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ مکمل طور پر ناکام ہوگئی اور ان کی حکومت کے دوران دیگر مسلمان فرقوں کے ساتھ شدید فتنہ و فساد کا دور دورہ ہوا۔ جبکہ اس کے بالمقابل یورپ میں دور وسطی کے دوران ہونے والے خونریزی اور قتل و غارت کے بعد بعض شدید سیاسی تحریکات کے ذریعہ حکومت اور چرچ کو ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا گیا اور اب ان ممالک میں ایک قسم کی سیکولرازم موجود ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ Laicism تو نہیں جو مذہب کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیتی ہے، لیکن کیا Secularism کا اصول مسلمان ممالک کے لئے زیادہ مفید ہوسکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چونکہ دور وسطیٰ میں چرچ کو حکومت کے اوپر کافی دسترس حاصل تھی اس لئے عیسائیت کو اپنی من مانی کرنے کا موقع ملا اور بالآخر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حکومت اور چرچ مکمل طور پر علیحدہ ہوگئے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ میں قائم خلافت ایک روحانی قیادت ہے۔ احمدی دنیا کے 200 سے زائد ممالک میں بس رہے ہیں۔ بعض افریقن ممالک میں ان کی تعداد ملینز میں ہے، لیکن ہر جگہ ان کے عقائد و اعمال میں ایک قسم کی یکرنگی پائی جاتی ہے۔ آپ نے کہا کہ Political اسلام ناکام ہوگیا ہے، لیکن مجھے نہیں معلوم کہ Political اسلام کیا ہوتا ہے؟ ہم صرف اسلام کو جانتے ہیں جو اپنی خوبصورت تعلیمات کے ساتھ زندگی کی ہر سطح پر حاوی ہے، چاہے وہ انفرادی یا گھریلو ہو، یا پھر بین الاقوامی سطح پر۔

دنیا کی اکثر حکومتیں جمہوری نظام کے مطابق چنی جاتی ہیں اور وہ جمہوریت کے اس مشہور منشور of the people, by the people and for the people پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ لیکن درحقیقت وہاں کوئی حقیقی جمہوریت نہیں ہے۔ مغرب بہت سے معاملات میں دوغلی پالیسی پر چلتا ہے۔ جدید دور میں جہاں ان کو اپنے مقاصد ہوتے ہیں، تو وہ مختلف اصول اختیار کر لیتے ہیں اور ایک ہی شخص جس کے ہاتھ میں تمام امور سلطنت ہوتے ہیں، سالہا سال حکومت کی باگ ڈور تھما دیتے ہیں۔ ایک طرف وہی طاقت ایک حکومت کو ہتھیار اور عسکری مدد مہیا کر رہی ہوتی ہے جبکہ دوسری طرف ملک میں امن کے لئے کوششیں کرتی نظر آتی اور رفاہی سامان تقسیم کر رہی ہوتی ہے۔ یہ Double Standard ہیں۔ کسی ایک بھی مسلمان ملک میں ہتھیار بنانے کی انڈسٹری نہیں ہے اور تمام ہتھیار عموماً مغربی ممالک میں ہی بنائے جاتے ہیں اور تمام مسلمان ممالک انہیں سے ہتھیار خرید رہے ہوتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک خبر کے مطابق سعودی عرب نے 87 بلین ڈالر کے ہتھیار امریکہ و دیگر مغربی ممالک سے خریدے ہیں۔ جن ممالک میں Political Islam کے نام پر حکومت کی جا رہی ہے، وہ کوئی پولیٹیکل اسلام نہیں ہے بلکہ ان حکومتوں اور سیاسی حکمرانوں نے اسلامی تعلیمات کو اپنے خطرناک عزائم کے ساتھ مدغم کر دیا ہے۔ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ جب دو گروہ آپس میں برسرِ پیکار ہو جائیں تو تمہارا فرض بنتا ہے کہ تم ان میں صلح کرواؤ، لیکن اگر ان دونوں میں سے ایک گروہ بجائے امن کی کوششوں کو ماننے کے، لڑائی پر مصر ہو تو تمہارا فرض بنتا ہے کہ تم سب اس کے خلاف متحد ہو کر لڑائی کرو اور اسے صلح کرنے پر مجبور کر دو۔ یہ وہ اسلامی طریق ہے جس کے ذریعہ دنیا میں امن و انصاف قائم ہوسکتا ہے۔ جبکہ ان ممالک نے ان تمام اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ اپنے فرائض و ذمہ داریوں کی ادائیگی میں انصاف سے کام لو۔ اس لحاظ سے ہر سیاسی لیڈر کا فرض بنتا ہے کہ وہ پوری ایمانداری اور انصاف کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے اور ان فرائض کی ادائیگی اپنی سیاسی پارٹی کی خاطر نہ کرے بلکہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے۔ لیکن موجودہ حکومتوں نے ان تمام قیمتی اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

اس معاملہ میں صرف مسلمان ملکوں کو قصوروار قرار دینا درست نہیں، کیونکہ مغربی ممالک بھی انہیں کمزوریوں کا شکار ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ہی ایک حکومت مدینہ میں قائم ہوئی جس میں تمام انتظامی امور حسب صلاحیت برابری کے ساتھ یہودیوں، مسلمانوں اور دیگر اقوام کو دیئے گئے، نیز مسلمانوں کے لئے اسلامی طریق پر اور یہودیوں کے لئے ان کے دین کے مطابق معاملات طے کئے گئے۔

آپ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمان حکومتیں اپنی غلط پالیسی کے باوجود درست ہیں، کیونکہ مغرب بھی Dictators کی تائید کر رہا ہے۔